خبر واحد سے اثبات عقیدہ میں اہل کلام کی آراء کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Interlocutors' Viewpoint for the Proof of Faith from Singular Narrations

Dr. Hafiz Obaid Ur Rehman [1]
Dr. Muhammad Zahid Zaheer Iqbal [2]
Hussain Ahmad [3]

Abstract:

The stance of theologians regarding the phenomenon of singular narration within various categories of hadith holds significant relevance in matters pertaining to faith. Different theologians have different opinions and have developed their viewpoint based on their own study of the matter and comprehension of the arguments pertaining to it in the primary religious literature. It is discerned that their stance emanates from their understanding of the nature of narration and its singularity. Mohaddisin and interlocutors have different dimensions and areas of concerns regarding the existence of faith related matters proved in the Islamic traditions. Primary hadith literature emphasizes on the authenticity of narrators involved in the narration while latter on the jurisprudents and some of the interpretators have focused the number of the people involved in the narration. This article seeks to elucidate the theologians' stance by means of primary sources and endeavors to explicate their viewpoint through the prism of their conceptions concerning narration and its singularity.

Keywords: *Theology, Singular narration, Faith, Interlocutors*

جب ہدایت اپنی تقدیسی نسبتوں کے ساتھ شعور سے تعامل کرتی ہے تو تاریخی زمان و مکاں میں علم کا ظہور ہوتا ہے اور اس علم کے ذریعے جب دو صاحبان شعور آپسی مکالمہ کرتے ہیں تو علم اصول و فروع میں متشکل ہوتا ہے۔ علم چونکہ اپنی نہاد میں جدلیاتی ہوتا ہے یعنی اس میں استدلال اور رد دلیل گفتگو کے آہنگ کو جنم دیتے ہے اور یہی مکالمے کی اصل ہے۔ علم کبھی ہدایت پر مؤثر نہیں ہوتا بلکہ اپنی آموزش ہدایت سے بروئے کار لاتا ہے۔ ہدایت علمی روایت میں داخلی اور خارجی ہر دو سطح پر کار انجام دیتی ہے۔ مسلم علم روایت میں اصول دین یعنی علمِ کلام خارجی سطح پر انجام کاری کی ذمہ داری نبھاتا ہے یعنی تہذیبی مسائل سلجھاتا ہے جبکہ فقہ بمعنی فروع داخل کو سنبھالا دیتی ہیں۔ تاریخی مؤثرات کا ورود کثرت سے ہوتا ہے تو تہذیب کے داخل اور خارج میں بھی جدلیات کا آغاز ہوتا ہے۔ علم اصول فقہ، اصول حدیث اور لسانیاتی علوم مثل زبان و ادب اور ان کے فروع اور بلاغت اور اس کی انواع وغیرہ، ہر دو سطوح کے مابین تعامل کو ممکن اور قابل رسائی بناتی ہیں۔

---

[1]. Assistant Professor, Govt. Graduate College, Baghdad Road, Bahawalpur
[2]. Lecturer, Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur
[3]. Research Scholar, Jamia Ashrafia Lahore

مسائل واحکام کے استنباط میں فقہاء نے اختلاف کیا تو در حقیقت یہ ترجیح وعدم ترجیح کی صورتیں تھیں، جن میں بہر حال گنجائش موجود ہے کہ دلائل کی بنیاد پر کوئی بھی موقف راجح قرار دیا جاسکتا ہے۔[4]

خبر واحد اپنی اصل میں اصول حدیث کے دائرے میں داخل ایک ضمنی تصور ہے جو خبر کی بحث اور اس کی تقسیمات میں زیر بحث آتا ہے۔ اسلامی تاریخ کے اوائل میں جب علوم کی تشکیل کا آغاز ہوا تو نفس علم اور اس کے ذرائع کو زیر بحث لایا گیا۔ اسی ضمن میں خبر واحد اور اس سے افادہ علم کو زیر بحث لایا گیا۔ اور یہ تمام تر بحث اہل کلام کے تشکیل کردہ دائرہ بحث اور ان کی موضوعہ اصطلاحات میں ہوئی۔ اہل کلام کے یہاں اس بحث کی افادیت مآخذ عقیدہ کے منابع کے ضمن میں حاصل ہوتی ہے کہ عقیدہ کا ماخذ کیا ہے اور کیا خبر واحد عقیدہ کا ماخذ ہے؟ یہ بات لائق توجہ ہے کہ خبر واحد کا اس طور سے زیر بحث آنا اس کی اپنی ترکیب میں موجود الفاظ کے حوالے سے آراء کے اختلاف کا تسلسل ہے۔ متکلمین کے یہاں بھی اس بحث کا منشا در اصل خود خبر واحد کی حقیقت میں پنہاں ہے۔ ہم سب سے پہلے متکلمین کے پیدا کردہ گفتمان میں لفظ "خبر" کا جائزہ لیتے ہیں۔

خبر کا معنی

متکلمین نے لفظ "خبر" اور "آحاد" کو کچھ خاص معانی میں برتا ہے اور اس بارے قدرے تفصیل سے کام لیا گیا ہے جس کی وجہ سے کسی جگہ مفاہیم میں اور بعض مرتبہ عبارات میں اختلاف پیدا ہوا ہے۔ عموماً متکلمین کے ہاں خبر کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"كلام يحتمل الصدق والكذب۔"[5]

"وہ کلام جو اپنے آپ میں سچ یا جھوٹ کی گنجائش رکھتا ہے۔"

امام الحرمین جوینی نے ان الفاظ کے ساتھ "خبر" کو بیان کیا ہے:

"ما يدخله الصدق والكذب[6]

"جس بات کے سچا یا جھوٹے ہونے کا امکان موجود ہو خبر سے عبارت ہے۔"

---

[4] Ata-ul-Mustafa, M., & Qāsim, D. H. M. (2023). کتب علوم الحدیث میں امثال فقہیہ پر اختلاف مسالک کے اثرات: ایک تحقیقی جائزہ: *Al-Amīr*, *4*(01), 92–114. Retrieved from https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/53

[5]۔ اشعری، ابوالحسن، محمد بن اسماعیل، مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین، مصر، مطبعۃ النھضۃ، ۱۹۵۰ء، ۱۵۲/۲

Ash'ari, Muhamad bin Ismael, *Maqālāt al Islāmiyyīn wa ikhtilāf ul Muasallīn*, Egypt, Matb'ah Al Nahzah, 1950, 152/-2.

جوینی، امام الحرمین، عبدالملک بن عبداللہ، الارشاد الی قواطع الادلۃ فی الاعتقاد، مصر، مطبعۃ دار السعادۃ، ۱۹۵۰ء، ۵۶۷/۲

Juwaini, Abdul Malik bin Abdullah, *Al Arshād ilā Qawātie al Adillah fil Aitiqād*, Dār ul S'ādah, 1950, 567/2

بصری، ابوالحسین، محمد بن علی، المعتمد فی اصول الفقہ، بیروت، مکتبۃ الکاثولیکیہ، ۱۹۶۵ء، ۵۴۲/۲۔

Basari, Muhamad bin Ali, *Al Mutamad fi Asul al Fiqah*, Maktabah al Kasulikia, Beirut, 1965, 542/2

[6]۔ جوینی، امام الحرمین، عبدالملک بن عبداللہ، الورقات، ریاض، دار الصمیعی، ۱۹۹۶ء، ص ۱۵۔

Juwaini, Abdul Malik bin Abdullah, *Al Waraqāt*, Riyadh, Dār al Samīyī, 1996, p.15.

خبر اپنی نہاد میں سچ یا جھوٹ کو اپنے ہونے میں داخل رکھتی ہے کیونکہ خبر دلیل کی احتیاج رکھتی ہے اور یہی احتیاج اسے انشاء سے علیحدہ رکھتی ہے۔ شیخ حسن الددو تشریحاامام جوینی کی خبر کی تعریف کے حوالے سے اپنے درس میں فرماتے ہیں:

"فالخبركله يقبل الصدق والكذب بخلاف الانشاء فلا يقبلها، والذى يحتاج الى الدليل هو ما يقبل الصدق والكذب؛ لان ما لا يقبل التصديق او التكذيب لا يحتاج فيه اصلا الى لادليل، انما يحتاج الى الدليل فيما يقبل التصديق والتكذيب"۔[7]

"تمام تر خبریں انشاء کے مقابل صدق وکذب کو قبول کرتی ہیں،اور جو چیز دلیل کی محتاج ہو وہی صدق وکذب کو قبول کرتی ہے؛چونکہ جو چیز صدق وکذب کو قبول نہیں کرتی وہ دلیل کی احتیاج ہی نہیں رکھتی بلکہ دلیل کا محتاج ہی تصدیق وتکذیب کو قبول کرتی ہے۔"

معلوم رہے کہ یہ نفس خبر کی بات ہو رہی ہے۔اور علمی ضروریات کے تحت جب اسے انواع میں منقسم کیا جاتا ہے تو دیگر ملحوظات کو سامنے رکھتے ہوئے قیودات وضع کی جاتی ہیں جس سے علمی بحث کو پھیلاؤ میں معاونت ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب متکلمین نے خبر کو بعض ملحوظات کے پیش نظر واحد اور متواتر میں منقسم کیا اور حنفیہ نے ان کے درمیان خبر مشہور کا اضافہ کیا وہاں ہر ایک کا حکم علیحدہ وضع کیا گیا۔

آحاد

اب ہم لفظ "آحاد" پر بات کرتے ہیں۔لغتا "آحاد" واحد کی جمع ہے جبکہ متکلمین کے یہاں ان روات کو کہا جاتا ہے جن کی تعداد ان سے موصول شدہ خبر کو لزومِ علم میسر نہ کرسکے۔[8]

علم

اور "علم" سے مراد ان کے یہاں ایسا یقینِ نظری ہے جو نفس مضمون کی درستگی کو قطعیت سے ثابت کردے اور اس سے انحراف تحکم محض ہو کہ دیدہ ودانستہ انکار۔[9]

اب ہم اخبار آحاد سے اثبات عقیدہ پر متکلمین کے مواقف کو زیر بحث لاتے ہیں۔ عموما خبر واحد سے عقیدے کے بذریعہ اخبار آحاد اثبات پر دو گروہ پائے جاتے ہیں۔

پہلا گروہ: خبر واحد سے عقیدے کا ثبوت ممکن نہیں ہے۔عقیدے کو علم میں زیر بحث لانے والی روایات میں اشاعرہ، حنفیہ اور معتزلہ اس موقف کے حاملین میں ہیں اور حنابلہ یا اہل الاثر کی ایک جماعت بھی اسی موقف کی قائل ہے۔ جبکہ دوسرا گروہ ان محدثین کا ہے جو خبر واحد

---

[7]۔الددو، محمد الحسن، شرح الورقات فی اصول الفقہ ماخوذ از: https://shamela.ws/book/768

Aldud, Muhamad al Hasan ،*Sharh alwaraqat fi asul alfiqa* ,Retreived from https://shamela.ws/book/768.

[8]۔غزالی، ابوحامد، محمد بن محمد، المستصفی، بیروت، دار العلوم، ۱۰۲/۲

Ghazali, Muhammad bin Muhammad, *Al Mustasfā*, Beirut, Dār ul Uloom, 102/2

[9]۔اسنوی، جمال الدین، عبدالرحیم بن حسن، التمھید فی تخریج الفروع والاصول، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۷ء، ص: ۴۴۳

Asnavi, Abdu Rahim bin Hassan, *Al Tamhīd fī Takhrīj al faro wal Usūl*, Beirut, Muassasaah Al Risalah, 1987, p.443.

سے عقیدے کے باب میں استدلال کے قائل ہی نہیں بلکہ ایک مکمل گفتمان کا حامل ہیں۔ ہماری تحریر کا بنیادی موضوع پہلے یعنی متکلمین کے موقف کا بیان ہے۔

اشاعرہ کا موقف

اشاعرہ میں امام باقلانی نے اس موقف کو اس طور سے بیان کیا ہے:

"اخبار الآحاد لایجب القضاء بها فی القطعیات"[10]

"قطعیات کے معاملے میں اخبار آحاد کے ذریعے تصفیہ ناروا ہے"۔

امام ابن فورک اعتقادی معاملات میں وارد آثار کے متعلق فرماتے ہیں:

"وان کان ذلک مستندا الی اخبار آحاد و عدول ثقات کان الحکم بها علی الظاهر واجبا من طریق التجویز ورفع الاحالة وان لم یکن فیها القطع والاعتقاد"۔[11]

"اگر ان کا استناد ثقہ و عادل لوگوں کی خبر کی طرف ہو تو عدم استحالہ اور امکان کی بنا پر ان کے ظاہر پر حکم ضروری ہے اگرچہ ان میں اعتقادی قطعیت نہ ہو۔"

اس عبارت سے متبادر ہے کہ ان اخبار آحاد کو ماننا تو لازما جائے گا مگر یہ اس قطعیت کو محیط نہ ہوں گی جو عقیدے کو میسر ہوتی ہے تاہم اس شرط کے ساتھ کہ ان میں کوئی ایسی بات نہ ہو سرے سے محال ہو۔

امام الجوینی حشویہ پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واما الاحادیث التی یتمسکون بها فآحاد لا تفضی الی العلم ولو اضربنا الی جمیعها لکان سائغا۔"[12]

وہ احادیث کہ جن سے یہ حشویہ استدلال کرتے ہیں تو وہ آحاد ہیں، اور آحاد مفید علم نہیں ہوتیں۔ لہذا اگر ہم ان سے بے اعتنائی برتیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ امام رازی رقم طراز ہیں:

"اخبار الآحاد مظنونة فلا یجوز التمسک بها فی معرفة الله تعالی وصفاته۔"[13]

---

[10] ۔الباقلانی، ابو بکر، محمد بن الطیب، التمهید فی الرد علی الملحدة والمعطلة والرافضة والخوارج والمعتزلة، بیروت، مطبعة الکاثولیکیة، ۱۹۵۷ء، ص: ۱۷۵

Al Bāqilānī, Muhammad bin Tayyab, *Al Tamhīd fī Radd Alā Mulhidah wal Muattialah wal Rāfizah wal Khawārij wal Mu'tazilah,* Beirut, Matba'ah al Kasūlīkiah, p.157

[11] ۔ابن فورک، محمد بن الحسن، مشکل الحدیث، بیروت، دار الکتب العلمیة، ۱۹۸۰ء، ص: ۲۷۰۔

Ibn e Furak, Muhamad bin Al Hasani, *Mushkil al Hadyth,* Beirut, Dār al Kutub al Ilmiyah, 1980, p.270

[12] ۔جوینی، امام الحرمین، عبد الملک بن عبد الله، الارشاد الی قواطع الادلة فی الاعتقاد، مصر، مطبعة دار السعادة، ۱۹۵۰ء، ۱۶۱/۲۔

Juwaini, Imam al Haramain, Abdul Malik bin Abdullah, *Al Arshād ilā Qawāte al Adillah,* Egypt, Dār al Sa'ādah, 1950, 161/2.

[13] ۔رازی، محمد بن عمر، اساس التقدیس، مصر، مطبعة مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۳۵ء، ص: ۱۶۸

Al Raazi, Muhammad bin Umar, *Asas ul Taqdees. Egypt,* MatMustafa Al Halbi, 1935, p.168.

"اخبار آحاد حامل ظن ہیں اس لیے خداوند کی معرفت اور اس کی صفات کے حوالے سے ان کو تھامنا ناروا ہے۔"

امام سیف الدین آمدی خبر واحد سے متعلق متکلمین کے موقف پر سورہ اسراء کی آیت 36 سے یوں استدلال فرماتے ہیں:

"قوله تعالى: لا تقف ما ليس لک به علم، يحتمل ان يكون المراد من اتباع غير العلم فيما المطلوب منه العلم كالاعتقادات فی اصول الدين۔"[14]

"اللہ تعالیٰ کا فرمان" لاتقف ما ليس لک به علم " اس بات کی گنجائش رکھتا ہے کہ ایسے علم کی پیروی مراد ہے جو اصول دین میں عقیدے کے حوالے سے مطلوب ہوتا ہے۔"

ماتریدیہ کا موقف

اسی طرح کلام کی حنفی روایت جنہیں بعض مرتبہ ماتریدیہ کہا جاتا ہے، کا موقف بھی یہی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"لا يخفى ان المعتبر فی العقائد هو الادلة اليقينيه واحاديث الآحاد لو ثبتت انما تكون ظنية۔"[15]

"یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ عقائد میں یقینی دلائل کا اعتبار ہوتا ہے اور احادیث آحاد پایہ ثبوت کو پہنچنے کے باوصف ظنی ہوتی ہیں۔"

عبدالعزیز بخاری فرماتے ہیں:

"خبر الواحد لا يعمل به فی اصول الدين لان المطلوب فيه علم اليقين۔"[16]

"اصول دین میں خبر واحد پر عمل نہیں ہوتا کیونکہ یہاں یقین مطلوب ہوتا ہے۔"

ملا خسرو رقم طراز ہیں:

"الاعتقاديات لا تثبت باخبار الآحاد لابتنائها على اليقين۔"[17]

"اعتقادیات اخبار آحاد یقین پر بنا نہ ہونے کے کارن دہلیز ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔"

مشہور حنفی متکلم امام نسفی اصول فقہ کے معروف متن "المنار" پر اپنی شرح میں لکھتے ہیں:

---

[14]۔ آمدی، علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، ریاض، دار الصمیعی، ۲۰۰۳ء، ۲/۲۷۷۔

Āmdī, Ali bin Muhammad, *Al Ahkām fī Usūl al Ahkām*, Riyadh, Dār al Sam'ī, 2003, 277/2.

[15]۔ ملا علی قاری، شرح الفقہ الاکبر، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۷۹ء، ص: ۸۳

Mulla Ali ,Qari, *Sharah al Fiqh al Aakbar*, Beirut, Dār al Kutub al Ilmiyah, 1979, p.83.

[16]۔ علاء الدین، عبدالعزیز، کشف الأسرار شرح اصول البزدوی، استنبول، شرکۃ صحافیۃ عثمانیۃ، ۱۸۹۰ء، ۲/۳۷۱۔

Alā ud Din, Abdul Aziz, *Kashaf al Asrār Sharh Usūl al Bazdawī,* Istambul, Shirkah Sahafiyah Uthmaniyah, 1890, 371/2.

[17]۔ ملا خسرو، محمد بن فراموز، مرآۃ الاصول، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۱۲ء، ص: ۱۹۸۔

Mulla Khusro, Muhammad bin Faramoz, *Mir'āt ul Usūl,* Beirut, Dār al Kutub Al Ilamiyah, 2012, p. 198.

"ان خبر المسلم العاقل العدل محمول على الصدق ظاہرا، لان عقله ودينه يحملانه على الصدق ويزجر انه عن الكذب، لانه محظور دينه وعقله فيفيد العلم بغالب الظن، فيجب العمل به، لان العمل صحيح من غير علم اليقين كالعمل بالقياس، بل اولى، لان المعمول به وهو قول النبى عليه السلام لا شبهة فيه، و انما شبهة فى طريق الاتصال والشبهة فى القياس فى المعنى المعمول به كعمل الحكام بالبينات، وهذا ضرب علم فيه اضطراب، لان الامة ما تلقته بالقبول، فكان دون علم طمانينة۔"[18]

"ایک عاقل، عادل مسلمان کی خبر صدق پر محمول کی جائے گی کیونکہ عقل و دین ہر دو صدق کی جانب راغب کرتے ہیں اور جھوٹ پر متنبہ کرتے ہیں کیونکہ جھوٹ تو دینی و عقلی اعتبار سے ناپسندیدہ ہے لہٰذا عاقل و عادل مسلمان کی خبر غلبہ ظن پر مبنی علم کا نفع دیتی ہے، اسی لیے اس پر عمل لازمی ہے، کیونکہ بغیر یقینی علم کے بھی عمل صحیح ہوتا ہے جیسا کہ قیاس کے ذریعے عمل میں ہوتا ہے، بلکہ اس طرح کی خبر کے ذریعے عمل قیاس پر بنا رکھنے والے عمل سے برتر ہے، وجہ یہ ہے کہ یہاں پر کسی شبہ سے محفوظ رسالت مآب ﷺ کے فرمان پر عمل کیا جارہا ہے، یہاں تو محض اتصال کی وسیلے میں شبہ ہے جبکہ قیاس حکام کے بینات کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کے عمل کی طرح اپنے آپ ہی میں حامل شبہ ہے، اور یہ علم کی ایک ایسی نوع ہے جو امت کی جانب سے تلقی بالقبول نہ ملنے کے باعث مضطرب ہے لہذا علم طمانیت سے یک درجہ کم تر ہے"۔

امام نسفیؒ مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

> **"واما دعوى علم اليقين به فباطل، لانا قد بينا ان المشهور لا يوجب علم اليقين، فخبر الواحد اولى، وهذا لان خبر الواحد محتمل فى نفسه، وكيف يثبت اليقين مع وجود الاحتمال، فان قلت : لو لم يكن خبر الواحد موجبا للعلم، لما صار موجبا للعمل باجتماع الآحاد، حتى تو اترت.قلت : قد مر انه قد يحدث باجتماع الافراد ما لم يكن ثابتا بالافراد، الا ترى ان راى المجتهد الواحد لا يوجب العلم فاذا اجتمع العلماء وازدحمت الآراء، سقطت الشبهة، ووجب العلم باجماعهم[19].**

> "خبر واحد سے علم یقین کا دعویٰ تو باطل ہے، کیونکہ ہم اچھے سے واضح کر چکے کہ خبر مشہور علم یقین کا فائدہ نہیں دیتی تو خبر واحد تو اس معاملے میں نمایاں تر ہے، وجہ یہ ہے کہ خبر واحد اپنی ہنت میں حامل احتمال ہے، تو احتمال کی موجودگی میں اثبات یقین کیونکر ممکن ہے، اب اگر آپ کہیں کہ: جب خبر واحد علم موجب علم نہیں ہے تاہم چند اخبار واحد حد تواتر کو مل کر باعث عمل کیوں کر بنتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ: یہ بات گزر چکی کہ اجتماع افراد سے ایسا ہو پاتا ہے جو محض فرد سے نہیں ہو پاتا، یہ بات آپ کی نظر میں ہوگی کہ ایک مجتہد کی رائے علم قطعی تک بار آور نہیں ہوتی تاہم جب کسی معاملے پر علماء اکٹھے ہوں اور آراء کا ہجوم ہو جاوے، اشتباہ تمام ہوگا اور ان کے اجماع سے علم لازم آجاوے گا۔"

---

[18]۔ نسفی، حافظ الدین، عبداللہ بن احمد، کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۱۰ء، ۱۷/۲

Nusfi, Abdllah bin Ahmad, *Kashaf Al Isrār Sharh al Musannaf ala al Manar*, Beirut, Dar al Kitab Al Ilmiah, 2010, 17/2.

[19]۔ ایضا، ۱۹/۲

ibid, 19/2

امام نسفی کی گفتگو سے یہ مسئلہ کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ خبر واحد کی حثیت راوی کے صدق وعدل سے متشکل ہوتی ہے اور چونکہ عقیدہ قطعیات پر بنا رکھتا ہے جبکہ عمل واسطے قیاس بھی کافی ہوتا ہے اسی واسطے عمل کے لیے خبر واحد اہم تر دلیل ہے تاہم اعتقاد چونکہ اپنی بنت میں قطعی ہونے کا تقاضا رکھتا ہے اور اعتقاد علم کی منتہی صورت ہے جبکہ خبر واحد فی نفسہ احتمال کو جگہ میسر کرتی ہے لہذا اعتقاد کے لیے تواتر کا ہونا لازمی ہے اور خبر واحد یہ ذمہ داری نہیں نبھا سکتی۔اسی ضمن میں امام نسفی نے جدلیاتی اسلوب میں سوال قائم کرتے ہوئے اس موقف کو مزید مؤید کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ خبر واحد اور عقیدے کو پایہ ثبوت مہیا کرنے والی خبر تواتر میں نوعی فرق ہے جو خبر واحد کے حوالے سے متکلمین کے موقف کو نمایاں کرتی ہے۔

معتزلہ کا موقف

معتزلہ میں سے قاضی عبدالجبار فرماتے ہیں:

"فاما قبوله فیما طریقه الاعتقاد فلا".[20]

"عقیدے کے معاملے میں اخبار آحاد سے بے اعتنائی برتی جائے گی۔"

اہل اثر کا موقف

اسی طرح اہل الاثر یعنی حنابلہ میں سے ایک جماعت اخبار آحاد سے عقیدے کے قطعی ثبوت کو روا نہیں سمجھتی ہے۔امام بیہقی رقم طراز ہیں:

"ترک اهل النظر من اصحابنا الاحتجاج بخبر الآحاد فی صفات الله۔ "[21]

"ہمارے موافقین مذہب میں سے حاملین نظر نے صفات خداوندی کے حوالے سے اخبار آحاد سے اخذ دلیل سے بے اعتنائی برتی ہے۔"

اسی طرح شارح ابوداؤد محدث خطابی سے امام بیہقی نقل کرتے ہیں کہ:

"الاصل فی اثبات الصفات انه لایجوز ذلک۔ "[22]

"درست تر بات اثبات صفات کے معاملے میں یہ ہے کہ خبر واحد سے ان کا ثبوت ناروا ہے۔"

خطیب بغدادی خبر واحد سے حاصل شدہ علم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ولم یقع به العلم وان روته الجماعة۔ "[23]

20۔ قاضی عبدالجبار، شرح الاصول الخمسۃ، قاہرہ، مکتبۃ وھبۃ، ۱۹۹۶ء، ص:۲۵۹

Qazi Abdul Jabbar, *Sharah al Usūl al Khamsah, Cairo,* Maktabah Wahbia, 1996, p.259.

21۔ بیہقی، ابوبکر، احمد بن حسین، الاسماء والصفات، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ص:۴۵۰

Baihaqi, Abu Bakr, Ahmad bin Hussain, *Al Asmā wa al Sifāt*, Beirut, Dār al Kutub al Ilmiyah, p.423.

22-ایضا، ص:۴۲

Ibid: p.423.

23۔ خطیب بغدادی، ابوبکر، احمد بن علی، الکفایۃ فی اصول الروایۃ، الجزائر، دار الھدی، ۲۰۰۳ء، ۸۸/۱۔

Khateeb Baghdadi, Ahmad bin Ali, *Al Kifāyah fī Usūl al Riwāyah*. Algeria, Dār ul Huda, 2003, 88/1.

"چاہے ایک گروہ اسے روایت کرے مگر خبر واحد سے علم یقینی کا حصول ممکن نہیں۔"

اور یہ معلوم ہے کہ اثبات عقیدہ علم یقینی سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ اسی مضمون کو ان الفاظ میں تکمیل تک پہنچاتے ہیں:

"خبر الواحد لا يقبل في شيء من أمور الدين المأخوذ على المكلفين العلم بها والقطع عليها۔"[24]

"ان امور دین میں خبر واحد قطعاً قبول نہ ہوگی جن کا قطعی علم مکلفین کے لئے لازم ٹھہرایا گیا ہے۔"

یعنی حاملین تکلیف کو بعض امور میں قطعی علم درکار ہوتا ہے جبکہ دیگر معاملات میں غلبہ ظن کفایت کرتا ہے اور یہی سے خبر واحد کے حوالے سے مختلف مواقف کا گنجائش پیدا ہوتی ہے۔ اس بحث کے ضمن میں یہ بات معلوم رہے کہ متکلمین کے یہاں خبر واحد سے استدلال مطلقاً ممنوع نہیں ہے جیسا کہ مطلقاً اس کی اجازت نہیں ہے بلکہ متکلمین نے دو شرائط کے بنیاد پر خبر واحد کو پایہ استدلال بنایا ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ خبر واحد اپنے سے قوی تر ماخذ مثل قرآن یا متواتر خبر سے متعارض نہ ہو اور دوسری جانب خبر واحد عقل صریح یا محسوس جلی کے خلاف نہ ہو۔ پھر ان شرائط کے بعد ایک رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خبر واحد سے استدلال کیا جاتا ہے کہ خبر واحد سے اخذ شدہ مضمون کو تلقی بالقبول میسر آئے۔ مشہور حنفی متکلم ابوالیسر بزدوی حوض کوثر اور شفاعت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فان قالوا : الاخبار ليست بمتواترة فلا يكون سببا لوقوع العلم، وهذا من باب العلم. وهذا سؤالهم فى كل مسئلة يبتنى ثبوتها على الاخبار. والجواب : ان بعض هذه الاخبار مشهور، والمشهور سبب العلم على ان ماجاء به الخبر غير مستحيل، ويتصل بفضيلة النبى ﷺ، والقول بفضيلته واجب، ونص الكتاب دال عليه، فيجب القول به ضرورة۔ "[25]

"اگر کوئی یہ کہے کہ یہ روایات متواتر نہ ہونے باعث علم کے وقوع کا سبب نہ بن سکیں گی جب کہ یہ معاملہ تو علم کا دست نگر ہے۔ اور اخبار پر مشتمل ہر مسئلہ اسی سوال کی زد میں ہے۔ ہم اس کے عوض کہیں گے کہ اس طرح کی بعض خبریں مشہور کا درجہ رکھتی ہیں، اور مشہور ایسی خبر کے علم کا باعث لازماً ہے جو استحالے سے مامون ہو، جبکہ یہ اخبار رسالت مآب ﷺ کی فضیلت سے معمور ہیں اور ان کی بزرگی کی بات تو ضروری تر ہے، اسی جانب کتاب اللہ کی باتیں راہ نما ہیں اور ان کا بیانِ فضیلت بدیہی طور پر لازمی ہے۔"

متاخر حنفی متکلم محمد زاہد بن حسن الکوثری لکھتے ہیں:

"ان من قال: ان خبر الآحاد لايفيد العلم، يريد خبر الآحاد من حيث هو بالنظر الى راى جماعة، والا فخبر الآحاد الذى تلقته الامة بالقبول يقطع بصدقه۔ "[26]

---

[24]۔ خطیب بغدادی، الکفایۃ فی علم الروایۃ، ص: ۶۰۵

Khateeb Baghdadi, *Al Kifāyah fī Usūl Al Riwāyah*, p.605

[25]۔ بزدوی، ابوالیسر، اصول الدین، قاہرہ، المکتبۃ الازھریہ للتراث، ۲۰۰۵ء، ص: ۱۶۶۔

Buzdavi, Abu al Yusar, *Usūl ud Dīn*, Cairo, Al Maktabah Al Azhariyah Li Turās, 2005, p.166.

[26]۔ الکوثری، محمد زاہد بن حسن، نظرۃ عابرۃ، قاہرہ، دار الجیل للطباعۃ، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۰۹

Al Kousari, Muhamad Zahid bin Hassan, *Nazrah Ābirah*, Cairo, Dār al Jayl li al Tabā'ah, 1987, p.109.

"پھر کسی نے یہ کہا کہ اخبار آحاد افادہ علم سے خالی تر ہوتی ہیں اور اس بات کو وہ ایک گروہ کے موقف کی جانب نظر کرتے ہوئے کہہ رہا ہے، تاہم ایسی اخبار آحاد جنہیں امت میں قبولیت میسر آئے ان کا صدق قطعیت کو پہنچ جاتا ہے۔"

امام کوثری اس بابت تصریح کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"فاما الآحاد فی احکام الآخرۃ فمن ذلک ما ھو مشھور، ومن ذلک ما ھو دونہ، لکنہ یوجب ضربا من العلم۔ "[27]

"احکام آخرت میں آحاد کا معاملہ یہ ہے کہ بہت سی ان میں مشہور کا درجہ رکھتی ہیں جبکہ چند ایک کم تر ہیں تاہم وہ ایک نوعِ علم لازماً وثوق کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔"

اب ہم امام بزدوی کی بات کو سامنے رکھیں تو معاملہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔امام بزدوی حدیث کے نزول کے حوالے سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وھذا الجواب کاف وعلیہ الاعتماد؛ لانا لا نجوز رد الاحادیث، وان کانت من جملۃ الآحاد، لاحتمال الصدق۔"[28]

" اور یہ جواب کافی ہے؛ کیونکہ ہم احادیث کے مسترد کرنے کو روا نہیں سمجھتے، اگرچہ وہ یکے از آحاد ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ان میں صدق کی گنجائش موجود ہے۔"

معاصر متکلم رستم مہدی خبر مشہور کے حوالے سے ایک اشکال کا جواب دیتے ہوئے اس معاملے کو یوں تمام کرتے ہیں:

"لیس کذلک؛ فان ھذا الاحتمال یوجد فی المشھور ایضا، وھو وجود الشبھۃ فی اصل السند، وانما المشھور کالمتواتر من حیث وجوب الاستدلال بھما فی اصول الدین، ولیس من حیث افادتھما علما علی سواء، فان المشھور یفید الطمانینۃ، وھی دون القطع والیقین الذین یفیدھما التواتر، والضابط لوجوب الاستدلال بالخبر فی العقیدۃ تلقی الامۃ بالقبول، وھذا یوجد فی اخبار الآحاد التی تلقتھا الامۃ بالقبول اذا قلنا انھا اخبار آحاد، فتامل۔"[29]

" معاملہ یوں نہیں ہے؛ کیونکہ یہی احتمال خبر مشہور میں بھی در پیش ہے، یعنی اصلِ سند میں شبہ کا پایا جانا، اصول دین میں استدلال کے وجوب کے حوالے سے خبر مشہور تواتر کی طرح ہے، تاہم بوجہ طمانینت جو تواتر کے قطع ویقین سے کم تر ہے اس طور سے علم کا فائدہ نہیں دیتی، اور عقیدے کے معاملے میں خبر سے وجوب استدلال کا ضابطہ امت میں قبولیت کا میسر آجانا ہے۔"

---

[27]۔الکوثری، محمد زاہد بن حسن، نظرۃ عابرۃ، ص:۱۰۸۔

Al Kousari, *Nazrah Ābirah*, p.108.

[28]۔بزدوی، ابوالیسر، اصول الدین، ص:۱۶۶

Buzdavi, Abu al Yusar, *Usūl ud Dīn*, p.166.

[29]۔رستم، مہدی، الاعتماد علی الآحاد فی مسائل الاعتقاد، ماخوذ از: https://www.academia.edu/38628857

Rustam, Mehdi, Al Itimad ala Ahad, Retreived from: https://www.academia.edu/38628857

یعنی خبر واحد سے عقیدے کے حوالے سے استدلال روا ہے جب اسی تلقی بالقبول میسر آجائے۔یعنی خبر واحد عقیدے کے معاملے میں قبول نہیں ہے جبکہ اعمال کے حوالے سے یہ اہم تر ہے۔اور اگر خبر واحد کو تلقی بالقبول میسر آجائے تو وہ بھی معنی تواتر کے درجے تک پہنچ کر عقیدے کے حوالے سے قابل استدلال بن جاتی ہے۔

نتائج بحث

حاصل بحث یہ ہے کہ متکلمین اشاعرہ، حنفیہ اور اہل الاثر کی ایک جماعت لفظ خبر اور واحد کے حوالے سے اپنے تصورات کی وجہ سے اخبار آحاد سے اثبات عقیدہ کی روادار نہیں ہے کیونکہ عقیدہ علم کا تقاضا رکھتا ہے اور واحد اور خبر متکلمین کے یہاں خاص معانی میں مستعمل ہیں ان کے یہاں واحد تواتر کے مقابل آتا ہے اور خبر دلیل بننے کی بنیاد پر قبول ورد کی قطبین کے مابین رہتی ہے لیکن خبر واحد عقیدے کا مستدل نہ بننے کے باوجود بے اعتنائی کی مورد نہیں ہے کیونکہ عملی احکام کا وافر حصہ خبر واحد پر موقوف ہے اور جب خبر واحد کو تلقی بالقبول میسر آئے تو وہ عقیدے کے لیے استدلال کی بنیاد بن جاتی ہے۔